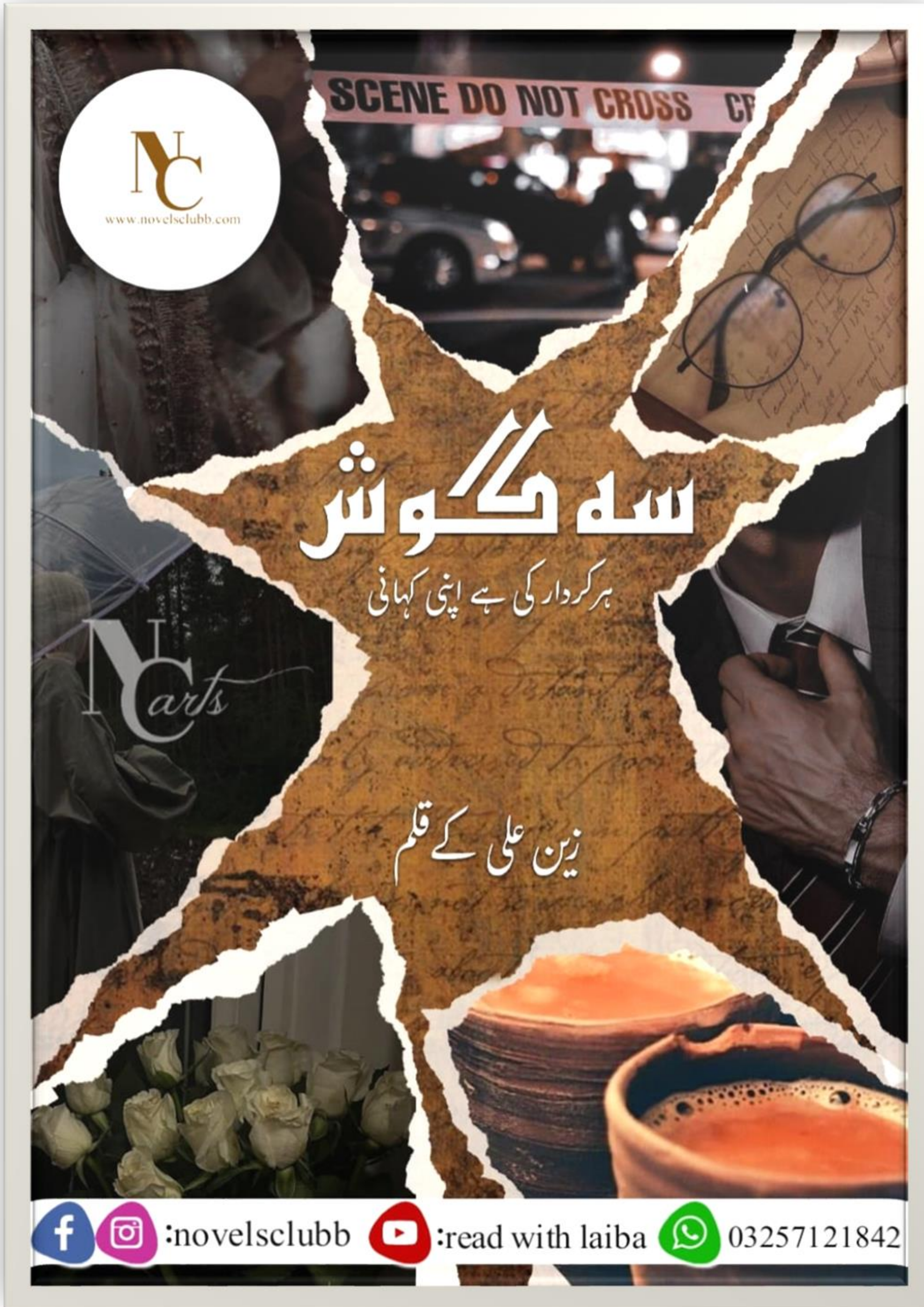
SCENE DO NOT CROSS
www.novelsclubb.com
سہ گوش
ہر کردار کی ہے اپنی کہانی
زین علی کے قلم
:novelsclubb
:read with laiba
03257121842

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری، ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک،انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842

سہ گوش

از قلم

زین علی

www.novelsclubb.com

قسط 01

ہر کردار کی ہیں اپنی کہانیاں

ہر کہانی میں ہیں کئی کردار

کبھی بارش ہے کبھی دھوپ سی

یادیں ہیں ہر بارش میں

ہر دھوپ میں ہیں کئی چاہتیں

کہیں سرخ سا موسم ہے

کبھی راتیں گہری سیاہی سی

کچھ باتیں ہیں کچھ وعدے ہیں

کچھ بھولے بھٹکے کاغذ ہیں

محبت بھی ہماری اس سہ گوشہ میں

www.novelsclubb.com

اس محبت کے ہیں کئی ٹکرے

الجھی ہیں کہانیاں آپس میں بہت

جڑے ہیں بہت سے رشتے

محبتیں کچھ ادھوری ہیں

کچھ محبتوں میں ہے دھوکے بازی

کچھ دوست ہیں بہت پرانے بھی

کچھ دشمن نئے بنائے ہیں

کچھ ادھ کھلے صفحات بھی ہیں ماضی کے

بات مستقبل کی بھی ہونی ہے

کہانی چلے گی حال کی بھی ساتھ

کہانی ہے قتل، محبت اور دشمنی کی

کہانی ہے دوستی، نفرت اور حسد کی

www.novelsclubb.com

کہانی سہ گوش سی، کہانی سہ گوش کی

---☆☆☆---

وہ نیوٹاؤن پارک کے ایک بینچ پہ بیٹھی مسلسل گیٹ کی طرف دیکھ رہی تھی۔وہ کسی کا انتظار کر رہی تھی۔اس نے سیاہ سفید قمیض اور سیاہ جینز پہن رکھی تھی۔وہ گھبرائی ہوئی لگ رہی تھی۔اسکی کالی آنکھوں کو کسی کا انتظار تھا۔

اسکی آنکھوں میں بے چینی تھی۔

دفعتاًایک لڑکا پارک میں داخل ہوا۔اونچے قد اور خوبصورت گھنگریالے بالوں والا نوجوان لڑکا۔اسکی نظریں کسی کو تلاش کرنے لگیں۔اسے بینچ پہ بیٹھی لڑکی دکھائی دی۔

لڑکی نے بھی اسے دیکھ لیا تھا۔دونوں کی نظریں ملیں۔لڑکی کی آنکھوں کے بے چینی کچھ کم ہوئی۔

لڑکا چلتا ہوا لڑکی کے قریب آیا۔ لڑکی اٹھی اور اسکے سامنے کھڑی ہو گئی۔ وہ اسے زخمی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

"بیٹھ جاؤ۔" لڑکا بولا۔

لڑکی خاموشی سے بیٹھ گئی۔ وہ بھی اسکے ساتھ بیٹھ گیا۔

"کیسی ہو؟"

لڑکی اب اسے نہیں دیکھ رہی تھی۔ وہ بلکل سامنے درخت کو دیکھ رہی تھی۔ وہ خفا سی بیٹھی تھی۔

"میری طرف دیکھو۔" لڑکا بولا۔

"ناراض ہو؟"

"میں ٹھیک نہیں ہوں۔ بھائی کو تمہاری خبر لگ گئی ہے۔ انہوں نے میری منگنی کرنے کی بات کی ہے ابا سے۔" لڑکی نے اسکی طرف رخ کیا۔

"ہم کہیں دور چلیں جائیں گیں۔" لڑکا جذباتی لہجے میں بولا۔

"تم شاید میرے خاندان سے واقف نہیں ہو۔" لڑکی کی آنکھیں بھیگنے لگیں۔

"ہم بھاگ نہیں سکتے۔"

"تم تو مجھے جانتی ہو نا۔" لڑکے نے نرمی سے اسکا ہاتھ پکڑا۔

"کبھی کبھی لگتا ہے کہ ہم بچھڑ جائیں گیں۔" اسکی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے تھے۔

"محبت کرنے والوں کے جڑے ہوئے دل کبھی جدا نہیں ہوتے۔" لڑکے نے تکلیف سے اسکا چہرہ دیکھا۔

آسمان پہ بادل چھائے بادل گرجنے لگے۔ سیاہ بالوں میں سفید سی بجلی چمکتی تھی۔

"مجھے جانا ہے۔ پھر ملتے ہیں۔" لڑکی نے چھاتہ کھول کر سر کے اوپر کیا۔ "میں نہیں چاہتی بھائی کو مزید غصہ آئے۔"

www.novelsclubb.com

وہ باہر ی گیٹ کی طرف چل دی۔ ہلکی ہلکی بارش ہونے لگی۔

"کب ملو گی۔" لڑکے نے پیچھے سے آواز دی۔

لڑکی نے مڑ کر دیکھا۔ اسکی نم آنکھوں میں اداسی تھی۔

"جلد ہی۔"

اس نے واپس رخ موڑا اور پارک سے باہر نکل گئی۔ ایک کالی کار باہر اسکا انتظار کر رہی تھی۔

وہ وہیں بیٹھا بارش سے بھیگنے لگا۔

www.novelsclubb.com

---☆☆☆---

یہ وہی پارک تھا لیکن رات ہو چکی تھی۔ کچھ بدلا سا تھا۔ سارا دن بارش ہونے کی وجہ سے گھاس میں پانی بھر گیا تھا۔ اس نے گیٹ کی طرف دیکھا۔ اسکے کندھے پہ ایک بیگ لٹکا ہوا تھا۔

"وہ رہا!"

گیٹ سے چار پانچ آدمی داخل ہوتے ہوئے اسے دکھائی دیے۔ہٹے کٹے بدمعاش نما آدمی اور ایک جوان لڑکا۔

"پکڑو اسے!"جوان لڑکے نے چلاتے ہوئے دوسرے آدمیوں کو حکم دیا۔

وہ تیزی سے اٹھا اور پارک کے پچھلے دروازے کی طرف بھاگا۔گھاس میں بھرا پانی اچھل اچھل اسکے کپڑوں اور آس پاس اڑ رہا تھا۔وہ اسے ہی پکڑنے آئے تھے اور وہ یہ بات اچھے سے سمجھ گیا تھا۔

آدمی بھی اسکے پیچھے لپکے لیکن وہ دروازہ پلانگ کر بھاگ چکا تھا۔

"جانے دو اسے۔"اسی لڑکے نے دوسرا حکم صادر کیا۔

"یہ ہم سے بھاگ نہیں سکتا۔"وہ بڑبڑایا۔

وہ بھاگتا ہوا نا جانے شہر کے کس حصے میں پہنچ چکا تھا۔اس کے کندھے پہ لٹکتا بیگ جھول رہا تھا۔اس نے مڑ کر دیکھا تو پیچھے گلی میں کوئی بھی نہیں تھا۔ پیچھا کرنے والے دور کہیں پیچھے رہ گئے تھے۔ شاید وہ اسکا پیچھا کرنے نہیں آئے تھے۔

وہ گلی میں مزید آگے آ گیا۔اس نے منہ اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھا۔آسمان پہ کالے طوفانی بادل چھائے ہوئے تھے۔ بارش کا ایک ننھا قطرہ اسکی گال پہ گرا اور دوسرے پل بارش ہونے لگی۔

سرد ہوائیں اور تیز بارش۔

اسکے ماتھے پہ آیا پسینا بارش کے قطروں سے دھل گیا اور وہ بارش میں پوری طرح سے بھیگ گیا۔وہ بھاگ کر گلی میں لگے درخت کے نیچے بیٹھ گیا۔اس کے گھنگریالے بال اسکے ماتھے پہ چپک گئے تھے۔

اس نے جیب سے اپنا موبائل نکالا اور ایک نمبر ملانے لگا۔ بادل گرجنے لگے اور بارش مزید تیز ہو گئی۔

"ہیلو۔۔۔"اس نے کال پہ رابطہ قائم ہوتے ہی کہا۔

---☆☆☆---

وہ اپنے کمرے کی کھڑکی سے بارش کو زمین پہ گرتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔اسکے چہرے پہ ناگواری نمایاں تھی۔بارش کی بوندیں کھڑکی کے شیشے سے ٹکرا کر نیچے کی طرف بہتی ہوئی بہت خوبصورت لگ رہی تھیں۔

اسکے فون کی گھنٹی بجی۔

"ہیلو۔۔۔"وہ موبائل کو کان سے لگاتے ہوئے بولی۔

"مجھے کوئی بات نہیں کرنی۔۔۔"

اس نے فون کان سے ہٹایا اور اپنے بیڈ پہ اچھال دیا۔موبائل کی سکرین روشن ہوئی اور گلابی پھولوں والا وال پیپر لاک سکرین پہ دکھائی دیا۔

---☆☆☆---

www.novelsclubb.com

شہر سے دور چمن پور نامی گاؤں میں بھی بارش ہو رہی تھی۔

"یہ بارش تو رکنے کا نام ہی نہیں لے رہی۔"

"تمہیں کوئی مسئلہ ہے بارش سے۔" اسکے چھوٹے بھائی نے منہ بنا کر کہا۔

"کبھی تھا تو نہیں۔۔۔اب شاید ہے۔"

"کیا کہا؟"

"کچھ نہیں، سونا نہیں کیا صبح سکول نہیں جانا تم نے۔"

"صبح اتوار ہے بھائی۔" چھوٹے نے منہ بنا کر کہا اور باہر آسمان سے گرتے ہوئے پانی کو دیکھنے لگا۔

www.novelsclubb.com

اسکا بڑا بھائی اٹھا اور بستر پہ گرنے کے انداز میں لیٹ گیا۔

"یہ بارش۔۔۔" وہ اکتایا ہوا لگ رہا تھا۔

کچھ لوگوں کیلیئے بارش اتنی اہم نہیں ہوتی

اور

کچھ کیلئے یہ زندگی مل جانے کے برابر ہوتی ہے

---☆☆☆---

اسی گھر کے پڑوس میں ایک لڑکی چارپائی پہ بیٹھی ہوئی کسی گہری سوچ میں کھوئی ہوئی تھی۔

"رانی۔۔۔آج چودھری کی حویلی کھانا بنانے کیوں نہیں گئی۔"اسکی ماں نے اسکے ساتھ بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

"بس امی دل نہیں تھا۔"وہ بنا ماں کو دیکھے دھیرے سے بولی تھی۔

اسکی آنکھوں میں کچھ الگ سا تھا، کوئی الجھن سی۔

"کل تو جائے گی نا۔آج بھی بیگم پوچھ رہی تھی تیرا۔"

"ہاں جاؤں گی۔اچھا امی نیند آئی ہے۔میں سونے جارہی ہوں۔" وہ اٹھی اور اندر اپنے اور اپنی چھوٹی بہن کے مشترکہ کمرے کی طرف چلی گئ۔

"اچھا۔۔۔" اسکی ماں چارپائی پہ بیٹھی بارش کو گرتا ہوا دیکھنے لگی۔

---☆☆☆---

بارش ساری رات ہوتی رہی اور بارش کے پانی سے سارا شہر بھیگ گیا۔

سورج کی پہلی کرن درخت کے نیچے بیٹھے لڑکے کے نم چہرے پر پڑی۔اس نے اٹھتے ہوئے کندھے پر بیگ لٹکایا اور گلی سے باہر نکل آیا۔وہ صبح کی نیم روشنی میں سڑک کی طرف نکل آیا تھا۔

"اب کہاں جاؤں۔" اس نے خود سے ہی پوچھا۔

کسی شعوری خیال کے تحت وہ واپس مڑا اور دوسری سڑک کی طرف چل دیا۔اسے پتا تھا،اسے کہاں جانا ہے۔

www.novelsclubb.com

کبھی کبھی ہمیں پتا ہوتا ہے کہ ہمیں کیا کرنا ہے اور کبھی کبھی قسمت ہم سے کچھ کروا دیتی ہے۔

اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا تو جیب سے دو کریڈٹ کارڈ اور ایک موبائل فون نکلا۔ وہ کندھے پر لٹکائے بیگ کو دیکھ کر اداس سا مسکرایا۔ اس نے دل ہی دل میں اللہ کا شکر ادا کیا اور چلنے لگا۔

وہ نا جانے کس سے بھاگ رہا تھا۔

"اب بس میرے پاس ایک ہی راستہ ہے۔" اس نے خود سے ہی کہا۔

اس کے کپڑے بھیگے ہوئے۔ وہ دھیرے دھیرے ایک طرف چلنے لگا۔

---☆☆☆---

روشن ٹاؤن کی ایک شاندار کوٹھی میں صبح صبح ہی کسی بات پہ بحث ہو رہی تھی۔ بحث کہنا کم لگے گا لڑائی کہا جائے تو بہتر رہے گا۔

اس شاندار کوٹھی کو "مرید ہاؤس" کہا جاتا تھا۔

اُس نے غصے سے سجاوٹ والے پودے کو اٹھا کر فرش پہ دے مارا۔ کانچ کا گملا جو چھن سے ٹوٹا اور بکھر گیا البتہ پلاسٹک کا بنا پھول اچھل کر دروازے کے سامنے جا گرا۔

"یہ کیا بدتمیزی ہے میرب۔"

"تو آپکو یہ بدتمیزی لگ رہی ہے اسکی۔ یہ بدتمیزی نہیں پاگل بن ہے۔" تنزیلہ نے چیخ کر کہا۔ "اسکو پاگل خانے داخل کروادیں نہیں تو یہ کسی دن میرا گلا ہی چاقو سے کاٹ دے گی۔"

"تم کون ہوتی میرے بارے میں فیصلہ کرنے والی۔۔۔ بلکہ تم میرے بارے میں بات بھی کیوں کر رہی ہو! جاؤ میرے باپ کا پیسہ اڑاؤ مہنگی فضول چیزوں پہ۔" لہجے میں بھرپور طنز تھا۔

"خود ہی دیکھ لیں۔" تنزیلہ نے صوفے پہ بیٹھے مرید صاحب سے کہا۔

وہ اس روز روز کی لڑائی اور بحث کے عادی ہو چکے تھے۔

"دیکھ رہا ہوں اور سوچ بھی رہا ہوں۔" وہ نرم لہجے میں بولے۔

مرید صاحب اور تنزیلہ کی شادی ایک سال پہلے ہوئی تھی۔ تنزیلہ کی عمر میرب سے چند برس ہی زیادہ تھی۔ میرب جو کہ مرید صاحب اور انکی پہلی بیوی امارا کی اولاد تھی۔ امارا تقریباً چار سال پہلے مرید ہاؤس سے اچانک کہیں غائب ہو گئی تھیں اور آج تک گمشدہ ہیں۔ ایک سال پہلے مرید صاحب کی شادی تنزیلہ سے ہوئی تب سے ہی میرب کو اپنے باپ کی دوسری شادی سے بہت مسئلہ تھا اور ہمیشہ تنزیلہ اور اسکے جھگڑے ہوتے تھے۔

"مرید پلیز اس سے کہہ دے کہ یہ اپنے کمرے میں چلی جائے۔" تنزیلہ نے اس بار غصے سے کہا۔

مرید صاحب صوفے پہ خاموش بیٹھے کچھ سوچ رہے تھے۔ وہ آنے والے کل کی منصوبہ بندی کر رہے تھے۔

www.novelsclubb.com

"کسی کو نہیں ضرورت کہنے کی میں خود ہی جا رہی ہوں۔" میرب پیر پٹکتی ہوئی اوپر اپنے کمرے میں آگئی۔

" سمجھتی کیا ہے وہ خود کو۔" اس نے شیشے کے سامنے کھڑے ہوتے ہوئے خود سے ہی کہا۔ اسکا چہرہ غصے سے سرخ ہو رہا تھا۔

---☆☆☆---

یہاں سے دور ایک مصروف بازار میں چلتا ہوا وہ لڑکا "رستم گلی" میں گھس آیا اور گلی میں دائیں بائیں دیکھتا ہوا ایک مکان کے سامنے رکا۔ مکان کافی پرانا لگ رہا تھا۔ مکان کے باہر لکڑی کی پرانی سی تختی لگی ہوئی تھی جس پہ سیاہ رنگ سے "قمر گھرانہ" لکھا ہوا تھا۔

رستم گلی شہر کے پرانے اور اندرون علاقے میں واقع تھی۔ اس گلی کے زیادہ مکان بہت پرانے تھے۔

آگے بڑھ کر اس نے لکڑی کے دروازے پر دستک دی۔

"کون ہے۔" دروازے کے اُس پار سے کسی لڑکی کی آواز ابھری۔

"میں کمیل ہوں۔"

"کون۔۔۔ کمیل؟"

"کمیل۔۔۔ چچا قمر کا بھتیجا۔۔۔ رضوان رحمت کا بیٹا۔" اس نے ارد گرد دیکھتے ہوئے بتایا۔

دروازہ کھل گیا۔ دروازہ کھولنے والی بیس اکیس برس کی خوش شکل لڑکی تھی۔ اس نے گلابی رنگ کی شلوار قمیض پہن رکھی تھی۔

لڑکی نے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔ "آجائیں اندر۔" لڑکی کو اسکی شکل جانی پہچانی لگ رہی تھی۔

وہ خوش شکل اور اونچے قد والا جوان لڑکا، اس نے پہچان لیا تھا۔

وہ ایک طرف ہو گئی اور وہ اندر داخل ہو گیا۔

صحن میں لگے درخت کی چھاؤں سارے صحن میں ہو رہی تھی۔ صحن میں ایک طرف لگا برگد جو کہ آدھے صحن کو چھاؤں دیتا تھا۔

وہ اسے ایک کمرے میں بٹھا کر خود ساتھ والے کمرے میں آگئی۔ سامنے بیڈ پہ ایک بوڑھی عورت چادر اوڑھے لیٹی تھی۔ شاید سو رہی تھی۔ شاید بیمار تھی۔

"امی۔۔۔" اس نے پاس آکر اپنی ماں کو آواز دی۔

"ہاں صلومی۔۔۔"

"رضوان تایا کا بیٹا کمیل آیا ہے۔" اس نے آنے والے مہمان کی خبر دی۔

"اچھا۔۔۔ بھیجو اسے اندر اور چائے بنا کر لے آؤ۔" ماں نے بیٹھتے ہوئے کہا۔ وہ کچھ حیران سی تھیں۔

تھوڑی دیر بعد کمیل کمرے میں داخل ہوا۔ "اسلام علیکم چچی۔"

"وعلیکم اسلام بیٹا۔ آؤ بیٹھو یہاں۔" انہوں نے کرسی کی طرف اشارہ کیا۔

وہ کرسی پہ بیٹھ گیا۔

"ویسے مجھے پوچھنا تو نہیں چاہیئے لیکن۔۔۔ تم اچانک اتنے سال بعد یہاں کیوں آئے ہو۔" انہوں نے غور سے اسکا چہرہ دیکھتے ہوئے پوچھا۔

وہ ایک عرصے بعد اسے دیکھ رہی تھیں۔ وہ پہلے سے بدلا ہوا الگ رہا تھا۔

صلومی دودھ پتی رکھ کر کمرے سے نکل گئی۔

"چچی۔۔۔" اور پھر اس نے اپنے یہاں آنے کی وجہ بتادی۔ چچی خاموشی سے سب کچھ سنتی رہیں۔

www.novelsclubb.com

وہ چچی کو کافی عرصے بعد دیکھ رہا تھا۔ وہ وقت سے پہلے ہی بوڑھی سی لگ رہی تھیں۔ کچھ بال بھی سفید نکل آئے تھے۔

کچھ دیر بعد چچی نے آواز لگائی۔ "صلومی بیٹا۔۔۔ یہ چائے کے برتن لے جاؤ۔"

کمیل نے اندر آتی صلومی کو ایک نظر دیکھا۔ایک پل کیلئے دونوں کی نظریں ملیں اور دوسرے ہی پل وہ برتن اٹھا کر باہر نکل گئی۔

کمیل دوبارہ چچی کی طرف متوجہ ہو گیا۔

لیکن گزرے ہوئے اس لمحے میں کچھ خاص ہوا تھا۔محبت کے بادل انکی زندگیوں میں آنے والے تھے اور وہ اس بات سے بے خبر تھے۔

---☆☆☆---

ہاسٹل کے کمرے میں ایک جوان لڑکا بیڈ پہ بیٹھا کسی سے فون پہ بات کر رہا تھا۔

"اسے کہہ دینا کہ میں کل آؤں گا۔۔۔ہاں ٹھیک ہے۔۔۔لڑائی نہیں ہوئی خفا ہے وہ مجھ سے۔۔۔مجھے کیا پتا اب۔"

اس نے فون کان سے ہٹایا اور بیڈ پہ اچھال دیا۔وہ چلتا ہوا کمرے میں لگے چار فٹ کے شیشے کے سامنے کھڑا ہو گیا۔

وہ اونچے قد اور کثرت شدہ جسم کا مالک ایک حسین جوان لڑکا تھا۔اسکی گہری کالی آنکھیں اور گندمی رنگت کسی کو بھی اس کی محبت میں گرفتار کرواسکتی تھی۔

اس نے چند زاویوں سے اپنا چہرہ دیکھا اور پھر بستر پہ آکر گر گیا۔

---☆☆☆---

لوگ اپنے اپنے کاموں میں مگن تھے جب اچانک علاقے میں شور برپا ہو گیا۔

اس لاش کی خبر جنگل میں لگی آگ کی طرح پورے گاؤں میں پھیل گئی۔ویسے بھی یہ چھوٹا سا گاؤں تھا ہر کوئی ہر کسی کو جانتا تھا۔لاش کی خبر سن کر سب لوگ ندی کنارے جمع ہونے لگے۔لاش کو ندی سے کچھ آگے لے آیا گیا اور پھر مقامی پولیس کو اطلاح کی گئی۔گاؤں والے اندازے لگاتے،سرگوشیاں کرتے ہوئے پولیس کا انتظار کرنے لگے۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

یہ رانی کی لاش تھی۔تایارجب کی بڑی بیٹی رانی۔وہی رانی جواپنے باپ کی لاڈلی بیٹی اوراپنی ماں کی چہیتی تھی۔

اِسی گاؤں میں شفیق اوراسکے دو بیٹے، بڑابیٹااحسان اور چھوٹااحسن رہتے تھے۔شفیق پیشے سے کسان تھا جسکی تھوڑی سی اپنی زمین تھی جس پہ وہ موسمی فصل اگاتااور پھر سبزی منڈی میں بیچتا تھا۔احسان بھی کھیت میں اپنے باپ کی مدد کرتا جبکہ احسن قریبی سکول میں پڑھتا تھا۔

شفیق بھی رجب کی بیٹی کو جانتا تھا۔رجب،اپنی بڑی عمر کی وجہ سے تایارجب کے نام سے مشہور تھا۔شفیق اورتایارجب کی اس جان پہچان کی ایک دوسری وجہ یہ تھی کہ وہ دونوں پڑوسی بھی تھے۔رجب بھی شفیق کی طرح کھیتوں میں کام کرتا تھا لیکن چودھری کے کھیتوں میں۔

"میری رانی۔۔۔میری بیٹی۔۔۔"رانی کی ماں کو شدید صدمہ لگا تھا۔

سب لوگ رانی کی لاش کے ارد گرد کھڑے اسے دیکھ رہے تھے۔ پولیس وہاں پہنچی تو سب لوگ ذرا پیچھے ہٹ گئے۔ رانی کی ماں سلمہ لاش کے قریب بیٹھی بنا آواز کے رو رہی تھی۔ وہ جیسے ابھی اسکی موت کو قبول نہیں کر رہی تھی۔

"بی بی ذرا پیچھے ہٹ جائیں۔" آنے والے انسپکٹر نے کہا۔

رحب نے اپنی بیوی کو تقریباً گھسیٹتے ہوئے پیچھے کیا جو کہ خود بھی بے حد پریشان اور غمزدہ لگ رہا تھا۔ رانی کی بہن بھی رجب کے ساتھ پیچھے ہو کر کھڑی ہو گئی۔ وہ بھی رو رہی تھی۔

انسپکٹر رانی کی ڈیڈ باڈی کو غور سے دیکھنے لگا۔ گردن اور چہرے پہ زخموں کے نشان تھے۔ گردن پہ ہاتھوں کے نشان تھے۔ خون جما ہوا تھا زخموں پہ۔

شاید کسی نے اسکا گلا دبایا تھا۔

"سب سے پہلے لاش کس نے دیکھی۔" کانسٹیبل بلند آواز میں چیخا۔

"میں نے صاب جی۔" ایک بارہ تیرا سالہ لڑکا آگے آیا۔

"بتاؤ تم نے کیا دیکھا۔"

"صاب جی آج اتوار ہے تو میں ابو کیلئے کھانا لے کر ندی کے پار جانے کیلئے لکڑی کے پل کی طرف جارہا تھا۔" ہاتھ سے ندی کی طرف اشارہ کیا۔ "جب مجھے دو آدمی نظر آئے۔ انہوں نے اپنے منہ چھپا رکھے تھے۔ مجھے دیکھتے ہی وہ پل سے نیر (ندی) کے اس پار کھیتوں کی طرف بھاگ گئے۔ تب مجھے رانی باجی زمین پہ گری ہوئی نظر آئی۔ میں باجی کی طرف بھاگا اور انہیں آواز دی۔ لیکن وہ ہلی نہیں تو میں نے دُور سے آتے ہوئے رجب تایا کو آواز دی اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے سارا گاؤں یہاں جمع ہو گیا۔"

"اور وہ آدمی، وہ کس حلیے میں تھے۔" انسپکٹر نے غور سے اسکا چہرہ دیکھتے ہوئے پوچھا۔

www.novelsclubb.com

"انہوں نے منہ چھپائے ہوئے تھے اور کالے سے کپڑے پہن رکھے تھے۔" لڑکا یاد کرتے ہوئے بولا۔

"کسی نے کچھ اور دیکھا کیا۔" کانسٹیبل نے بلند آواز میں پوچھا۔

سب خاموش رہے۔

کیا لڑکے کے سوا کسی نے کچھ نہیں دیکھا تھا؟

"پتا کرو ندی کے اس طرف کسی نے کچھ دیکھا کیا؟" انسپکٹر نے کانسٹیبل کو قریب بلاتے ہوئے کہا اور وہ "جی جناب کرتا ہوں پتہ" کہہ کر سب سے سوال کرنے لگا۔

انسپکٹر دھیرے دھیرے چلتا ہوا ندی والے پل پہ آ گیا۔ یہ چھوٹا سا لکڑی کا پل تھا۔ اس نے کھیتوں کی طرف دیکھا۔ دُور دُور تک فصل دکھائی دیتی تھی۔

آخر یہ قتل کس نے کیا ہو گا؟

اس سے بھی بڑا سوال ہے کہ کیوں کیا ہو گا؟

---☆☆☆---

قمر گھرانہ کے صحن میں ایک طرف درخت لگا ہوا تھا اور دوسری طرف ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جو کہ ہمیشہ بند رہتا تھا۔ چھوٹے کمرے کے ساتھ کچن تھا اور درخت والی سائیڈ پہ اوپر جانے والی سیڑھیاں۔ نیچے دو کمرے تھے اور چھت پہ بائیں طرف ایک کمرہ تھا۔ اس کمرے کی صفائی کر کے کمیل کو دے دیا گیا تھا کیونکہ وہ اب چند ہفتے یہیں رہے گا۔

اسکا دل کہہ رہا تھا کہ کچھ روز یہاں رہا جائے۔ چچی نے اسے یہاں رکنے کی اجازت دے دی تھی۔

www.novelsclubb.com

کمیل درخت کے نیچے بیٹھا گہری سوچ میں گم تھا۔

"آپکو چائے لا دوں؟" صلومی نے پوچھا۔

"شکریہ لیکن تمہیں چائے بنانی نہیں آتی۔"

"کیا۔۔۔"صلومی کو جیسے کرنٹ لگا۔"میں چائے اچھی نہیں بناتی؟"اسے جیسے یقین نہ آیا تھا اسکی بات کا۔

"نہیں۔۔۔آؤ میں بتاؤں کیسے بناتے ہیں چائے۔"اتنا کہہ کر وہ کچن کی طرف چل دیا۔

وہ بھی اسکے پیچھے کچن میں آگئی۔

"اچھی چائے وہی بنا سکتا ہے جسکو چائے کی عادت ہو۔"اس نے چولہے کی گیس آن کی اور پھر ماچس کی تیلی جلائی اور چولہے پہ رکھ دی۔آگ جل اٹھی۔

"چائے کو بہت پیار سے بنایا جاتا ہے۔"اس نے چھوٹے سائز کی پتیلی کو چولہے پر چڑا دیا۔

"دودھ دو مجھے۔"کمیل نے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہ لیں۔"اس نے پلاسٹک کے شاپر میں رکھے دودھ کو اسکی طرف بڑھایا۔

www.novelsclubb.com

"جو چائے پی کر جیتے ہیں، وہ چائے دیکھتے ہی بتا سکتے ہیں کہ چائے اچھی ہے یا بیکار۔"

صلومی اس بات پر کچھ شرمندہ ہوئی کیونکہ کمیل کو اسکی چائے بیکار لگی تھی۔

اس نے دودھ کو پتیلی میں ڈالا اور ابال آنے تک دودھ کو دیکھتا رہا۔

"جب ہم پتیلی پہ رکھے چائے کے دودھ کو اسکے ابلنے تک پیار سے دیکھتے ہیں تو تب چائے اچھی بنتی ہے۔" اس نے پتی کے تین چمچ ڈال کر چینی ڈالی اور چائے کو ڈوئی سے ہلانے لگا۔

"اس طرح محبت اور سکون سے چائے بناؤ تو چائے اچھی بنتی ہے۔"

صلومی نے کپ نکالے کیونکہ چائے اب تیار تھی۔ کمیل نے لگن سے تینوں کپوں میں چائے ڈالی۔

اس دوران وہ اسے دیکھتی رہی۔

"یہ چچی کو دے آؤ۔" اس نے ایک کپ کی طرف اشارہ کیا۔

چائے دے کر جب وہ واپس آئی تو وہ برتنوں کو سنک میں رکھ رہا تھا۔ وہ برتن رکھ کر مڑا تو وہ سامنے کھڑی کپ سے چسکی لگا رہی تھی۔

"کہنا پڑے گا۔۔۔ چائے بہت ہی مزیدار ہے۔" صلومی نے دل سے تعریف کی۔

"اس کہتے ہیں چائے۔" وہ اتنا کہہ کر اپنا کپ اٹھا کر کچن سے نکل گیا۔

ایک پل کے لئے صلومی کا دل تیزی سے دھڑکا اور دوسرے ہی پل وہ چائے سے لطف اندوز ہونے لگی۔ باہر جاتے کمیل کی دھڑکن بھی ایک پل کیلئے تیز ہوئی تھی۔

www.novelsclubb.com

دونوں باہر بیٹھ کر چائے پی رہے تھے۔ موسم پیارا سا ہو گیا تھا۔

"یہ چائے بنانا کہاں سے سیکھا آپ نے۔" صلومی نے دلچسپی سے پوچھا۔

"ہوں۔۔۔ میرا ایک دوست تھا وہ ایسی چائے بناتا تھا۔ اس سے سیکھی تھی۔" اس نے بڑے شوق سے بتایا۔

"تھا مطلب۔۔۔وہ اب دوست نہیں رہا یا وہ اب چائے نہیں بناتا۔"

"وہ اس دنیا میں نہیں رہا۔"

---☆☆☆---

روشن ٹاؤن میں بارش ہو رہی تھی۔

"آج شام روبی کے گھر آجانا۔۔۔ہاں میں بھی پہنچ جاؤں گی۔" میرب نے کان سے موبائل ہٹایا۔ موبائل کی سکرین روشن ہوئی اور گلابی پھولوں والا وال پیپر دکھائی دیا۔

وہ صوفے سے اٹھی اور کھڑکی کے پردے ہٹانے لگی۔ باہر بارش برس رہی تھی۔

"چھم۔۔۔چھم۔۔۔چھم برستی ہے بارش۔۔۔" اس نے سرگوشی کے انداز میں کہا۔

اسکے لبوں پر مسکراہٹ تھی۔

---☆☆☆---

رانی کی لاش کو پوسٹ مارٹم کیلئے شہر بھیج دیا گیا۔

"میں جانتا ہوں اس حادثے سے آپ ٹوٹ چکے ہیں لیکن میرے کچھ سوال ہیں۔"

انسپکٹر بولا۔

اس وقت وہ رجب کے گھر کے کُھلے صحن میں بیٹھے تھے۔انسپکٹر گاؤں والوں سے چند سوالات کر کے ادھر آ گیا تھا۔

"آپ پوچھیں۔"تایا رجب نے غمگیں لہجے میں کہا۔

تائی سلمہ پاس بیٹھی سر پہ دوپٹہ باندھے آنسو بہا رہی تھی۔وہ کمزور سی لگ رہی تھی۔

"اس گھر میں کون کون ہے اور کیا کرتا ہے۔سب تفصیل سے بتائیں۔"

"ہم چار لوگ۔۔۔تھے۔۔۔جب رانی زندہ تھی۔ہم چار لوگ تھے۔میں،میری بُڈی(بیوی) سلمہ اور ہماری دو بیٹیاں۔بڑی رانی تھی۔۔۔گھر کے کام کرنے کے بعد دوپہر اور رات کا کھانا بنانے نئ حویلی جاتی تھی۔نئ حویلی۔۔۔چودھری کی ہے۔"تایا رجب نے بتایا۔"میری چھوٹی بیٹی مریم سکول پڑھتی ہے۔میں کسان ہوں۔"

"آپکی کسی سے کوئی لڑائی یا کوئی دشمنی۔"انسپکٹر فلک نے پوچھا۔

"نہیں۔۔۔ہماری کسی سے کوئی دشمنی نہیں ہے۔"جواب سادہ لہجے میں دیا گیا تھا۔

"آپ کی کتنی زمین ہے۔"

"زمین نہیں ہے کوئی بھی ہماری۔۔۔اس گھر کے سوا۔میں فصل چودھری کی زمین پہ اگاتا ہوں۔ٹھیکے پہ لے رکھی ہے زمین۔"

"سلمہ بی بی آپ نے کچھ نوٹس کیا ان دنوں رانی کے بارے میں۔"

تائی سلمہ نے اپنے شوہر کی طرف دیکھا۔تایا رجب نے سر کو ہلکا سا ہلایا۔

"کچھ دن پہلے۔۔۔جب وہ چودھری کی حویلی سے واپس آئی تو بہت گھبرائی ہوئی لگی۔اور کل وہ حویلی بھی نہیں گئی تھی۔اسکی جگہ کھانا بنانے میں گئی تھی۔"

"اچھا۔۔۔اس نے گھبراہٹ کی وجہ بتائی تھی کیا؟"انسپکٹر نے پوچھا۔

"میرے پوچھنے پر اس نے "دل نہیں تھا" کہا اور سونے چلی گئی اور میں نے بھی زیادہ زور نہیں دیا۔کاش میں پوچھتی۔۔۔میری بچی۔۔۔"تائی سلمہ نے پھر سے رونا شروع کر دیا تھا۔

اپنی جوان اولاد کو مری ہوئی حالت دیکھنا آسان نہیں ہوتا۔بلکہ کہنا چاہیئے کہ بہت مشکل ہوتا ہے۔

"اسکی کوئی سہیلی ہے کیا؟"انسپکٹر نے اگلا سوال کیا۔

"حویلی کی ایک ملازمہ اسکی اچھی دوست تھی۔۔۔گڈی۔"رجب بولا۔

"اچھا۔۔۔ٹھیک۔اور کچھ جو آپکو لگتا ہے مجھے معلوم ہونا چاہیئے۔"

دفعتاً دروازے پہ دستک ہوئی۔

"جیڑا وی اے اندر آ جاوے۔" (جو بھی ہے اندر آ جائے۔) رجب نے آواز لگائی۔

"اسلام علیکم تایا۔" احسان اندر داخل ہوا تو اسے تایا رجب اور تائی سلمہ چارپائی پہ بیٹھے ہوئے دکھائی دیے۔

چارپائی کے سامنے کرسی پہ ایک پولیس والا بیٹھا تھا۔

"سلام پتر۔۔۔" تایا رجب نے مختصر جواب دیا۔

www.novelsclubb.com

"آپ جناب کون ہیں؟" انسپکٹر نے احسان سے پوچھا۔

"یہ شفیق کا منڈا (بیٹا) ہے۔" رجب نے بتایا۔

انسپکٹر نے احسان کو غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔ "تمھیں کیا لگتا ہے احسان یہ کون کر سکتا ہے؟"

احسان چارپائی پہ بیٹھ گیا۔

"میں کیا کہہ سکتا ہوں۔"احسان نے سادہ سے لہجے میں کہا۔

"میں چلتا ہوں۔۔۔انشااللہ جلد ہی قاتل پکڑا جائے گا۔ضرورت ہوئی تو پھر چکر لگاؤں گا۔"انسپکٹر فلک کہہ کر باہر کی طرف چل دیا۔

"کچھ پتا چلا۔"احسان نے پوچھا۔

"انسپکٹر قاتل پکڑلے گا۔وہ قاتل پکڑلے گا۔"تائی سلمہ کہتی ہوئی اندر چلی گئی۔

"اچھا تایا۔۔۔میں بھی چلتا ہوں۔اپنا اور تائی کا خیال رکھو۔تائی بہت دکھی لگ رہی ہے۔"کچھ دیر بیٹھنے کے بعد احسان بولا اور گھر سے باہر نکل گیا۔

سوگ تو انہیں منانا تھا جنکی جوان بیٹی ان کو چھوڑ کر دوسرے جہاں جا چکی تھی۔شاید کسی اور کو بھی اسکی موت کا غم ہو۔

شاید کسی اور کو بھی اس سے محبت ہو۔

---☆☆☆---

اس گھر سے دور حویلی میں بھی رانی کے قتل کی خبر پہنچ چکی تھی۔

اس حویلی کو سب نئی حویلی کے نام سے بھی جانتے تھے کیونکہ یہ حویلی بڑے چودھری نے اپنے بیٹوں کیلیئے بنوائی تھی۔ بڑے چودھری حویلی مکمل ہونے سے پہلے ہی اللہ کو پیارے ہو گئے تھے۔ بڑے چودھری کی تین اولادیں تھیں۔ بڑا بیٹا سلطان، چھوٹا بیٹا جہان اور ایک بیٹی چاندنی۔ اس وقت نئی حویلی میں چودھری سلطان کی فیملی رہتی تھی۔ چودھری سلطان کی بیوی شازیہ بیگم کافی پڑھی لکھی اور سمجھدار خاتون تھی۔ ان دونوں کی چار اولادیں تھیں۔ بڑا بیٹا زمان علی جو کہ شہر یونیورسٹی میں پڑھتا تھا اور شہر ہی رہتا تھا۔ علی سے چھوٹی بیٹی مہرین جس کی شادی چھ ماہ پہلے اپنے ماموں کے بیٹے شماز سے ہوئی تھی اور وہ اس ملک سے دور کسی دوسرے ملک میں رہتی ہے۔ ان دونوں کے بعد جڑواں بہن بھائی تھے۔ ثمر اور ثمرہ، جو کہ گاؤں کے قریب بنے ہائی سکول میں پڑھتے تھے۔ بڑے چودھری کا

چھوٹا بیٹا جہان جو کہ اپنے بھائی سے دور کہیں شہر میں رہتا تھا اور بیٹی جو کہ بہت سال پہلے یہاں سے جا چکی تھی۔ وہ تو شاید کسی کو یاد بھی نہ ہو۔

چودھری اور شازیہ بیگم اپنے کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے جب ملازمہ نے دروازے پہ دستک دی۔

"اندر آ جاؤ۔" شازیہ بیگم بولی۔

"بی بی جی نیچے انسپکٹر آیا ہے۔ وہ چودھری جی سے ملنا چاہتا ہے۔" اندر آنے والی ملازمہ گڈی تھی۔

بکھرے بالوں والی گڈی۔

چودھری سلطان صوفے سے اٹھے اور نیچے انسپکٹر کو ملنے چلا گئے۔

"بی بی جی رانی کے ساتھ بہت برا ہوا۔" گڈی نے افسوس سے کہا۔

www.novelsclubb.com

گڈی رانی کی اچھی سہیلی تھی۔ گڈی کا باپ اپنی جوانی سے بڑے چودھری کی خدمت کرتا آیا تھا اور اب وہ اور اسکے بیوی بچے چودھری سلطان کے خاندان کی خدمت کر رہے ہیں۔

"انسپکٹر اس معاملے کو حل کر لے گا۔" شازیہ بیگم نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"گڈی۔۔۔ تم دونوں تو پکی سہیلیاں تھیں نا۔ اس نے کچھ ایسا بتایا جس سے لگے کہ اسکی جان خطرے میں ہے۔"

"نہیں بی بی جی اس نے کچھ بتایا تو نہیں لیکن کچھ دن سے وہ ڈری ہوئی اور پریشان سی لگ رہی تھی۔" گڈی نے بتایا۔

"اچھا ٹھیک ہے۔ جاؤ انسپکٹر اور چودھری صاحب کیلئے چائے بناؤ۔"

حویلی کی ایک طرف چودھری کا آفس اور مہمان خانہ بنا ہوا تھا۔ یہ مہمان خانہ خاص طور پہ چودھری نے اپنے مہمانوں کیلئے بنوایا تھا۔

www.novelsclubb.com

"اسلام علیکم چودھری صاحب۔" انسپکٹر نے چودھری کو کمرے میں داخل ہوتے دیکھا تو صوفے سے اٹھ کر سلام کرنے لگا۔

چودھری نے بیٹھے رہنے کا اشارہ کیا اور خود بھی سامنے والے صوفے پہ بیٹھ گیا۔

"وعلیکم اسلام۔۔۔ کہاں تک پہنچا معاملہ۔"

"تفشیش جاری ہے۔" انسپکٹر نے کہا۔

"ویسے آپکا نام کیا ہے انسپکٹر صاحب۔"

"فلک۔۔۔انسپکٹر فلک۔" اس نے بتایا۔ "اور چند ہفتے پہلے ہی میرا ٹرانسفر اس علاقے میں ہوا ہے۔"

---☆☆☆---

یہاں سے دور قمر گھرانہ کے چھت والے کمرے میں بیٹھا کمیل اپنے موبائل پہ کچھ دیکھ رہا تھا جب صلومی نے دروازے پہ دستک دی۔

"آجاؤ صلومی۔" کمیل نے کہا۔

صلومی کمرے میں داخل ہوئی اور بیڈ کی ایک طرف بیٹھ گئی۔دوسری طرف کمیل بیٹھا تھا۔اس نے اپنا فون ایک طرف رکھ دیا اور اسے دیکھنے لگا۔

"آپ اچانک رحمت منزل سے یہاں کیوں آ گئے؟"صلومی نے پوچھا۔

چھ سال پہلے وہ سب ایک ساتھ ایک بڑی سی کوٹھی جسکا نام "رحمت منزل" ہے، میں رہتے تھے۔خاندان کا سب سے بڑا بیٹا رضا جو کہ رشتے میں کمیل کے تایا لگتے ہیں۔تایا رضا اور کلثوم بیگم کی دو اولایں تھیں، بڑا بیٹا آیان اور چھوٹی بیٹی زویا۔دوسرے نمبر پہ کمیل کے ابا رضوان اور انکی بیوی انجم تھی۔رضوان صاحب سے چھوٹا قمر تھا جنکی بیوی شمیم تھی اور انکی ایک پیاری سی بیٹی صلومی تھی۔چھ سال پہلے دادا جب فوت ہوئے تو اسکے بعد دھیرے دھیرے سارا خاندان بکھر گیا۔

"تمہیں تایا رضا کا بیٹا آیان یاد ہے۔" کمیل نے جیسے اس کو یاد کروایا۔

صلومی نے سر کو ہلکا سا ہاں کی صورت ہلایا۔

"آیان اکثر تمہارے بارے میں بات کرتا رہتا تھا۔"

"کس طرح کی بات۔۔۔"

"یہی کہ ہم سب رحمت منزل میں ایک ساتھ رہتے تو کیا ہوتا۔ وغیرہ وغیرہ۔" کمیل نے بتایا۔ "پھر ہم بڑے ہو گئے اور بہت کچھ بدل گیا۔"

جس طرح وقت کے ساتھ موسم بدل جاتے ہیں۔۔۔اسی طرح وقت کے ساتھ لوگوں کی عادتیں بدل جاتیں ہیں اور پھر لوگوں کے دل بدل جاتے ہیں۔

---☆☆☆---

وہ دونوں گھر کے لان میں رکھی کرسیوں پہ بیٹھی ہوئیں تھیں۔ یہ روبی کے گھر کا خوبصورت لان تھا۔

"کاشف سے بات ہوئی تمہاری کیا۔" میرب کی آواز روبی کی سماعتوں سے ٹکرائی۔

"ہاں ہو رہی ہے۔" روبی نے میسج ٹائپ کرتے ہوئے کہا۔وہ مسلسل مسکرا رہی تھی۔

کاشف روبی کے ماموں کا بیٹا تھا۔

"علی کے بارے میں پوچھا؟" میرب نے اسے مسکراتے دیکھ اپنا غصہ قابو کرتے ہوئے پوچھا۔

"وہ دونوں راستے میں ہیں۔ پہنچنے والے ہیں۔"

میرب اور روبی کی دوستی بہت پرانی تھی۔روبی کے کزن کاشف کا دوست ہے علی جو کہ میرب کا بوائے فرینڈ تھا۔

روبی، میرب اور علی ایک ہی یونیورسٹی میں پڑھتے ہیں۔ جبکہ کاشف اپنے باپ کے ساتھ انکا بزنس سنبھال رہا ہے۔

www.novelsclubb.com

کچھ روز پہلے اسکی اور علی کی کسی بات پہ بحث ہوئی تھی اور بحث جھگڑے میں بدل گئی۔آج علی روبی کے گھر اس کے ساتھ صلح کرنے آنے والا تھا۔

وہ اسی کا انتظار کر رہی تھی۔

میرب غصیل اور مغرور ہونے کے ساتھ انتہائی نک چڑی لڑکی تھی۔وہ ہمیشہ اپنے دوستوں،اپنی سوتیلی ماں تنزیلہ اور علی کے ساتھ چھوٹی سی بات پہ جھگڑنے لگتی۔اسکی اور علی کی یہ کوئی پہلی بار لڑائی نہیں ہوئی تھی۔اکثر ہوتی تھی۔

"ہم لوگ آگئے۔"کاشف نے سرپرائز دینے والے انداز میں کہا۔

"او شکر ہے تم لوگ پہنچ گئے۔"روبی طنزیہ لہجے میں بولی تھی۔

"میرب۔۔۔اکیلے میں کچھ بات کرنی ہے۔"علی نے کہا۔

روبی اور کاشف دونوں باتیں کرنے لگے۔

میرب اٹھی اور علی کے ساتھ ایک طرف چلنے لگی۔

"یہ رنگ مجھے پسند نہیں۔ کتنی بار کہہ چکی ہوں یہ شرٹ مت پہنا کرو۔" میرب نے ناک چڑاے انداز میں بولی۔

"مجھے اچھا لگتا ہے۔" علی نے کہا۔ "مجھے پسند ہے یہ کلر۔"

"میرے لیے کلر کی پسند نہیں بدل سکتے۔" میرب بولی۔ "بتاؤ۔"

علی نے اپنا رخ اسکی طرف کیا۔

"ہم جن سے محبت کرتے ہیں انکو اپنے مطابق بدلنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ وہ جیسے ہیں انہیں ویسے قبول کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔" علی نے اسکی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہا۔

"ہوں۔۔۔ چلیں۔" میرب نے اس بات کو نظر انداز کیا۔

دونوں چلتے ہوئے واپس روبی اور کاشف کے پاس آ گئے۔ روبی اور کاشف کانوں میں ایک ہی ہینڈ فری کے ایک ایک ایئر پیس لگا کر کوئی گانا سن رہے۔

www.novelsclubb.com

"روبی چائے تو پلا دو۔" علی نے کرسی پہ بیٹھتے ہوئے کہا۔

"اچھا میں بنواتی ہوں چائے۔" اتنا کہہ کر وہ اندر کچن کی طرف چلی گئی۔

"ہو گئی صلح۔" کاشف نے علی کو پوچھا۔

"ہاں۔" علی بولا۔ "ہو گئی۔"

بادل چھانے لگے تھے اور ٹھنڈی ہوا بھی چلنے لگی تھی۔

"اندر چلیں۔" میرب نے کہا اور اٹھ کر اندر کی طرف جانے لگی۔

"میرب کو سچ میں محبت کرتے ہو؟" کاشف نے کرسی سے اٹھتے ہوئے پوچھا۔

www.novelsclubb.com

علی نے اسے دیکھا۔

وہ خاموش رہا۔

کاشف بھی اندر چلا گیا۔ وہ تنہا بیٹھا کچھ سوچنے لگا۔

بارش کی چند ننھی بوندیں اس پر گریں۔ وہ تیزی سے اندر کی طرف بھاگا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کیا وہ اس سے محبت کرتا تھا؟

اس بات کا جواب آگے کہیں آپکو مل جائے گا۔

---☆☆☆---

تنزیلہ اپنے کمرے میں بیٹھی کوئی کتاب پڑھ رہی تھی جب اسکے فون کی گھنٹی بجی۔

"ہیلو۔" اس نے کال اٹھا کر موبائل کان سے لگایا۔

"میں شام کو آؤں گی۔" دوسری طرف کی بات سننے کے بعد اس نے کہا۔

اس نے موبائل بیڈ پہ اچھالا اور الماری سے کپڑے نکالنے لگی۔ اس نے کپڑے نکالنے کے بعد ایک سیاہ بیگ باہر نکالا۔

www.novelsclubb.com

اس نے بیگ کھولا۔ اندر پانچ ہزار کے نوٹوں کی چند گٹھیاں تھیں۔

"کافی ہے۔" اس نے خود سے ہی کہا۔

---☆☆☆---

وہ تینوں روبی کے کمرے میں بیٹھے چائے پی رہے تھے۔ علی بالکونی پہ کھڑا آسمان سے گرتی بارش دیکھ رہا تھا۔

اچانک اسکا فون بجنے لگا۔اس نے جیب سے فون نکالا۔

کال اسکی امی کی تھی۔

"اسلام علیکم امی۔" وہ بولا۔ "میں ٹھیک ہوں۔"

اسکا لہجہ بلکل کسی روبوٹ کی مانند تھا۔

"چند دن بعد آؤں گا۔" اس نے دوسری طرف کی بات سن کر کہا۔

بارش تیز ہو رہی تھی۔

"آنٹی تھیں کال پہ۔" پیچھے سے میرب کی آواز آئی۔"

وہ اسکی طرف مڑا۔وہ چائے کے دو کپ پکڑے کھڑی مسکرا رہی تھی۔

"یہ لو۔" اس نے چائے کا ایک کپ اسکی طرف بڑھایا۔

www.novelsclubb.com

"ہاں امی تھیں۔" اس نے کپ تھامتے ہوئے بتایا۔ "گھر کب آؤ گے یہی پوچھ رہیں تھیں۔"

"اس بار مجھے بھی لے چلو۔"

"ابھی نہیں پھر کبھی۔" علی نے اسکی بات ٹال دی۔

"کیوں نہیں۔۔۔ ہر بار ایسا ہی کہتے ہو۔" میرب نے ناراض لہجے میں کہا۔

"لے جاؤں گا یار کیا ہو گیا ہے۔"

"تم مجھ سے محبت تو کرتے ہو نا۔" میرب کا لہجہ سوالیہ تھا۔

"ہاں کرتا ہوں۔"

جھوٹا۔

یا شاید وہ سچ میں محبت کرتا تھا۔

---☆☆☆---

تنزیلہ قدآور آئینے کے سامنے کھڑی ہونٹوں پہ سرخ لپ اسٹک لگا رہی تھی۔اس نے لائٹ پنک شلوار قمیض پہن رکھی تھی۔ پیروں میں فلیٹ سیاہ جوتے۔

(سرخ تم پہ بہت اچھا لگتا ہے۔)اسے جیسے کسی کی یاد آئی تھی۔

اس نے ٹشو سے ہونٹوں پہ لگے سرخ رنگ کو بے دردی سے مٹادیا۔کچھ منٹوں میں وہ تیار ہو کر نیچے آگئی۔ باہر بارش ہو رہی تھی۔

"صاحب کو بتادینا میں رات کو دیر سے واپس آؤں گی۔" تنزیلہ نے ملازمہ کو کہا۔

وہ اپنی کار لے کر گھر سے باہر نکل گئی۔

www.novelsclubb.com

---☆☆☆---

"مجھے جانا ہے۔"کاشف نے روبی کو بتایا اور کپ کو لبوں سے لگا کر چائے کا آخری گھونٹ اندر انڈیلا۔

"کہاں۔۔۔ضروری ہے؟"روبی بھی کھڑی ہو گئی۔

"ہوں۔۔۔کچھ کام ہے۔" وہ بولا۔ "اچھا علی میرب میں جا رہا ہوں۔"

"خدا حافظ کاشف۔" میرب نے کہا۔

"مجھے رات کو کال کرنا۔" روبی نے دھیرے سے کہا۔

کاشف سر ہلاتا ہوا کمرے سے نکل آیا۔ وہ چھوٹے کٹے بالوں والا، گندمی رنگت کا مالک لڑکا تھا۔ اسکی دائیں آنکھ کے نیچے گال پہ کھروچ کا نشان تھا۔

نیچے لونگ روم میں کاشف کی خالہ یعنی کہ روبی کی ماں بیٹھی اپنے موبائل پہ کسی کے کو ویڈیو کال کر رہیں تھی۔

"ایک منٹ۔۔۔آؤ کیش۔" خالہ صنم نے موبائل والے شخص کو ہولڈ کرتے ہوئے کاشف کو اشارہ کیا۔

"نہیں خالہ ابھی جانا ہے۔" کاشف نے تیزی سے کہا۔

www.novelsclubb.com

"پلیز۔۔۔یہ خالہ نالگایا کرو۔ صنم کہا کرو صرف۔"خالہ صنم نے شوخ لہجے میں کہا۔"تم سے چند برس ہی بڑی ہوں۔"

"جی۔۔۔جی میں جارہاہوں۔"

"اوکے بائے کیش۔"

کاشف باہر نکل آیا۔کار نکالی اور مین روڈ پہ نکل آیا۔

اسکی آنکھیں سنجیدہ تھیں۔

---☆☆☆---

www.novelsclubb.com

تنزیلہ نے کار ایک مڈل کلاس محلے کے باہر روکی۔وہ گاڑی سے نکلی،آنکھوں پہ کالا چشمہ لگایا(دھوپ نہیں تھی لیکن اسے عادت تھی)اور چھاتہ نکال کر سر کے اوپر کھول دیا۔بارش کی وجہ سے گلی میں کوئی بھی نہیں تھا۔وہ دھیرے دھیرے ایک جانب چلنے لگی۔

دور کہیں پرانے گانے بج رہے تھے۔

وہ نزاکت سے چلتی ہوئی ایک مکان کے سامنے رکی۔اس نے چشمہ ناک سے تھوڑا نیچے کھسکا کر مکان کو دیکھا۔گھر کا دروازہ گلی سے تھوڑا اونچا تھا۔

وہ آگے بڑھی اور دروازے پہ دستک دی۔

دروازہ کھولنے والی ایک پیاری سی لڑکی تھی۔بارہ تیرہ سالہ موٹی آنکھوں والی ایک پیاری سی لڑکی۔اس نے مسکراتے ہوئے تنزیلہ کو دیکھا۔

"انمول۔۔۔میری ننھی گڑیا۔"تنزیلہ نے بچی کو چومتے ہوئے لاڈ سے کہا۔

"اندر آئیں۔"انمول نے پیار بھرے لہجے میں کہا۔

وہ اندر داخل ہوئی۔اس نے مڑ کر باہر دیکھا۔باہر کا منظر جیسے کچھ بدلا سا تھا۔اسے ایک لڑکے کی جھلک دکھائی دی۔

"تنو۔۔۔میری جان۔"ایک خاتون دروازے کی طرف آرہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"امی کیسی ہیں۔" وہ مڑی اور ماں کے گلے لگ گئی۔

"میں ٹھیک ہوں لیکن تم ٹھیک نہیں لگ رہی۔ کیا مرید نے کہا کچھ۔" ماں نے پریشانی سے پوچھا۔

وہ اندر چھوٹے سے لونگ روم میں آ گئے۔ انمول اوپر اپنے کمرے میں چلی گئی تھی۔

"نہیں امی۔ مرید بہت اچھے ہیں۔" تنزیلہ نے اپنا بیگ صوفے کی ایک طرف ڈال دیا۔

باہر بارش رک چکی تھی اور شام گہری ہو رہی تھی۔

"اور میرب وہ ٹھیک ہے تمہارے ساتھ۔"

"ہوں۔۔۔ سوتیلی ہوں تو سمجھے گی ہی نا۔" تنزیلہ نے سادہ سے لہجے میں کہا۔

"تم بیٹھو میں چائے لاتی ہوں۔"ماں اتنا کہہ کر اٹھیں اور پاس ہی بنے چھوٹے سے کچن میں چلی گئیں۔

وہ اٹھی اور سیڑھیاں چڑھ کر اوپر انمول کے کمرے میں آگئی۔

"کیسی ہو۔۔۔سکول کیسا جا رہا ہے؟"اس نے بیڈ پہ بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

انمول کھڑکی کے سامنے کھڑی باہر دیکھ رہی تھی۔

"ٹھیک ہوں آپی اور سکول بھی ٹھیک چل رہا ہے۔"انمول نے اسکے ساتھ بیڈ پہ بیٹھ گئی۔

"یہ لو تمہارا جیب خرچ۔"

اس نے انمول کی گال کو پیار سے چھوا اور بیگ سے کچھ پیسے نکال کر اسکو دیئے۔

"تنو چائے اوپر لے آؤں یا نیچے بیٹھ کر پیو گی۔"ماں نے کچن سے آواز لگائی۔

"نیچے آتی ہوں امی۔"اس نے جواباً آواز لگائی۔

www.novelsclubb.com

"شکریہ آپی۔" انمول نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کوئی بات نہیں۔" وہ اتنا کہہ کر نیچے چلی آئی۔

انمول وہیں بیٹھی نوٹ گننے لگی۔

---☆☆☆---

وہ اپنے کمرے میں بیٹھی کوئی ڈائجسٹ پڑھ رہی تھی۔

"صلومی میں باہر جا رہا ہوں۔ کچھ چاہیئے تو بتا دو۔" کمیل نے آواز لگائی۔

اس نے ڈائجسٹ میز پہ رکھا اور باہر صحن میں آگئی۔ اس نے بالوں کی چوٹی بنائی ہوئی تھی اور گہرے نیلے رنگ کی شلوار قمیض پہن رکھی تھی۔

"نہیں۔۔۔ کچھ نہیں چاہیئے۔ ویسے آپ کہاں جا رہے ہیں۔" صلومی جب بولتی تو اسکی تھوڑی میں ننھا سا گڑھا بنتا تھا۔

"یہی بس محلے کا ماحول دیکھنے۔ سیر کرنے۔" اس نے بتایا۔

www.novelsclubb.com

"ہوں۔۔۔میں بھی چلوں سیر کیلیئے ساتھ۔"

"چچی سے اجازت لے آؤ پھر چلتے ہیں۔" کمیل درخت کے نیچے لگی کرسی پہ بیٹھ گیا۔

صلومی چچی کے کمرے سے نکلی تو وہ کھڑا ہو گیا۔

"چلیں۔" صلومی نے کہا۔

دونوں صحن کو عبور کر کے دروازے تک آئے۔دروازہ کھولا اور باہر نکل آئے۔

"ویسے تم لوگ۔۔۔میرا مطلب۔۔۔کیسے گزارا کرتے ہو؟" کمیل نے شرمندہ لہجے میں پوچھا تھا۔

وہ کئی سال بعد اپنی چچی کو ملنے آیا تھا۔ مجبوری میں پناہ لینے۔

www.novelsclubb.com

"ابو نے میرے نام پہ چند دکانیں خریدیں تھی۔انکو کرائے پہ دیا ہے۔"اس نے سادہ لہجے میں بتایا۔"انہیں ہماری فکر تھی۔یہ مکان اور دکانیں خفیہ طور پر خریدی تھیں ابو نے۔"

"اچھا۔۔۔"کمیل نے ایک نظر اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

دونوں چلتے ہوئے گلی سے باہر روڈ تک چلے آئے تھے۔

"چچا نے کبھی بھی ابو سے مدد نہیں لی۔وہ بہت خوددار اور بہادر انسان تھے۔"وقفہ۔

"انکی دیتھ کے بعد تم لوگ بھی رحمت منزل میں نہیں رہے۔میں جب بھی امی سے پوچھتا تو کہہ دیتیں کہ صلومی بہت دور رہنے چلی گئی ہے۔"

صلومی اپنے ذکر پہ رکی۔

"ہمیشہ تمہاری باتیں کرتے تھے۔۔۔میں اور آیان۔پھر وقت کے ساتھ آیان بھی کچھ بدل سا گیا۔شاید سب بدل جاتا ہے وقت کے ساتھ۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

وقت کے ساتھ یاریاں دوستیاں، رشتے ناطے سب کچھ بدل جاتا ہے۔

"تو ملنے کیوں نہیں آئے کبھی۔" صلومی اسکی طرف گھومی۔

"کیونکہ چچا کی دیتھ نیچرل نہیں تھی۔ انکا قتل ہوا تھا۔ چچی نے ہمیں تم لوگوں سے دور رہنے کیلئے کہا تھا۔" کمیل نے اداسی سے کہا۔

"انکا قاتل ابھی تک آزاد ہے۔" صلومی کی آنکھیں بھیگنے لگی۔

"ظلم کا دور زیادہ نہیں چلتا۔" کمیل بولا۔ "اور جب ظلم کا دور ختم ہوتا ہے۔ ظلم کرنے والے صاف دکھائی دیتے ہیں۔ انکے چہرے سیاہ ہونے لگتے ہیں اور وہ ہر چیز سے خوف کھانے لگتے ہیں۔"

بادل گرجے اور تیز بارش ہونے لگی۔

"گھر چلیں۔" صلومی کی آواز ابھری۔

"چلو۔"

www.novelsclubb.com

دونوں نے اپنا رخ واپس موڑا اور گھر کی طرف چلنے لگے۔

---☆☆☆---

"پھر آؤں گی امی۔" تنزیلہ صوفے سے اٹھی۔ "مکان کا کرایا دے دینا اور چچا ریاض سے گھر کا راشن منگوا لینا۔"

"تنو۔۔۔ کچھ نہیں۔" ماں کچھ کہتے کہتے رکی۔

تنزیلہ باہر گلی میں نکل آئی۔ بارش ہو رہی تھی۔ اس نے چھاتہ سر کے اوپر کھولا۔

(سرخ پہنا کرو۔)

www.novelsclubb.com

یہ یادیں انسان کا کبھی پیچھا نہیں چھوڑتیں۔ یا پھر انسان یادوں کو نہیں چھوڑتا۔

(مجھے روز ملا کرو۔)

"تنو۔۔۔" ایک مردانہ آواز اسکے کانوں سے ٹکرائی۔

وہ مڑی۔

ایک پرکشش نوجوان اسے حیرانگی سے اسے دیکھ رہا تھا۔ بارش میں بھیگنے کی وجہ سے اسکے بال ماتھے سے چپک چکے تھے اور اسکے کپڑے بھی بھیگے ہوئے تھے۔ اسکی گہری براؤن آنکھوں میں اداسی تھی۔

وہ اسکے سامنے آگیا۔ چند قدموں کا فاصلہ۔

"ساغر۔"

"تنزیلہ۔"

—☆☆☆---

(جاری ہے)

www.novelsclubb.com